

139580 - کیا ماہانہ اپنی تنخواہ سے زکاة ادا کر سکتا ہے؟

سوال

سوال: کیا میں ماہانہ وصول ہونے والی تنخواہ میں سے 2.5% کے اعتبار سے زکاة ادا کر سکتا ہوں؟ کیونکہ میں صرف نصف دورانیہ کی ڈیوٹی کرتا ہوں، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ سال کے آخر میں زکاة یک بار ادا کرنا مشکل ہوگا، اور کیا وقتاً فوقتاً جو خیرات وغیرہ میں کسی کو دے دیتا ہوں اسے زکاة میں شمار کر سکتا ہوں؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول:

کسی بھی مال پر زکاة اس وقت تک لاگو نہیں ہوتی جب تک شرعی نصاب مکمل نہ ہو جائے، اور اس پر سال نہ گزر جائے، اسی میں ماہانہ تنخواہ بھی شامل ہے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اگر آپ کی تنخواہ میں سے اتنی مقدار پر سال گزر جائے جس پر زکاة واجب ہوتی ہے تو آپ کو اس کی زکاة ادا کرنا ہوگی، اور اگر نصاب کی مقدار سے کم ہو تو پھر اس پر زکاة نہیں ہے" انتہی

"مجموع فتاویٰ ابن باز" (14 / 135)

دوم:

سال مکمل ہونے سے پہلے زکاة ادا کرنا جمہور علمائے کرام کے ہاں جائز ہے، تاہم افضل یہی ہے کہ وقت سے پہلے زکاة ادا نہ کرے، لیکن اگر ضرورت اور مصلحت کا تقاضا ہو تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"زکاة واجب ہونے کے اسباب پائے جانے کے بعد زکاة کی پیشگی ادائیگی جمہور اہل علم کے ہاں جائز ہے، ان اہل علم میں ابو حنیفہ، شافعی، اور احمد شامل ہیں، چنانچہ مویشیوں، سونے چاندی، اور سامان تجارت کی زکاة وقت سے پہلے ادا کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ نصاب مکمل ہو" انتہی

"مجموع الفتاویٰ" (25 / 85 ، 86)

سوم:

ماہانہ اقساط وغیرہ کی شکل میں زکاة ادا کرنا بھی جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ زکاة ادا کرنے کا وقت آنے سے پہلے مکمل زکاة ادا ہو جائے، چنانچہ سال مکمل ہونے پر بقیہ زکاة کو مزید مؤخر کرنا جائز نہیں ہے کہ انہیں بھی ماہانہ اقساط کی شکل میں ادا کرتا رہے، بلکہ سال مکمل ہونے پر مکمل مال کی زکاة فوری ادا کرنا ضروری ہوگا۔

چنانچہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"امام احمد کا کہنا ہے کہ: "اپنے رشتہ داروں میں زکاة ماہانہ تقسیم مت کرے"، یعنی کہ: زکاة ادا کرنے کا وقت آنے کے بعد بھی ماہانہ اقساط کی صورت میں تقسیم مت کرے، تاہم اپنے رشتہ داروں یا غیروں میں اگر زکاة کا وقت آنے سے پہلے ماہانہ اقساط کی صورت میں تقسیم کرے تو یہ جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں زکاة کا وقت آنے سے پہلے ادا کی جا رہی ہے، مقررہ وقت سے مؤخر نہیں ہے" انتہی

"المغنی" (2/290)

دائمی کمیٹی کے علمائے کرام سے استفسار کیا گیا:

"کیا میرے لئے زکاة کی پیشگی ادائیگی پورے سال میں ماہانہ اقساط کی شکل میں کرنا جائز ہے؟ یعنی، میں ہر مہینے غریب گھرانوں میں زکاة کی رقم پیشگی تقسیم کروں، تو کیا یہ جائز ہے؟"

تو کمیٹی کے علمائے کرام نے جواب دیا:

"زکاة کا مالی سال مکمل ہونے سے پہلے ایک یا دو سالہ زکاة پیشگی ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ ایسا کرنے کی ضرورت بھی ہو، نیز زکاة پیشگی ادا کرتے ہوئے فقراء میں ماہانہ وظیفہ کی شکل میں بھی تقسیم کی جا سکتی ہے" انتہی

فتاویٰ اللجنة الدائمة" (422 / 9)

مندرجہ بالا تفصیلات کے بعد:

اگر آپ کیلئے ماہانہ زکاة ادا کرنا آسانی اور سہولت کا باعث ہے، اور پورے سال کے بعد زکاة ادا کرنا آپ کو مشکل محسوس ہوتا ہے تو آپ ماہانہ زکاة ادا کر سکتے ہیں، بشرطیکہ آپ کی تنخواہ نصاب کو پہنچتی ہو، تو پھر آپ اس میں سے 2.5% کے اعتبار سے زکاة ادا کر سکتے ہیں، اور اگر آپ کی تنخواہ نصاب تک نہیں پہنچتی تو پھر آپ اپنے پاس موجود مال کے نصاب تک پہنچنے کا انتظار کریں، چنانچہ جب نصاب مکمل ہو جائے تو مذکورہ تناسب سے زکاة ادا کرنا شروع کر دیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

"ماہانہ تنخواہ سے پیشگی زکاة ادا کرنے کا کیا حکم ہے، اور اگر اس ملازم پر قرضہ بھی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟"

تو انہوں نے جواب دیا:

"اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، یہ پیشگی زکاة ادا کرنے کے زمرے میں شامل ہوتا ہے، یعنی: اگر کوئی شخص اپنی تنخواہ ملتے ہی اس میں سے زکاة ادا کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [تنخواہ میں سے پیشگی زکاة ادا کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ] جب پہلی تنخواہ حاصل کیے ہوئے پورا سال گزر جائے تو سابقہ تمام تنخواہوں کی زکاة ادا کر دے، اس طرح پہلی تنخواہ کی زکاة وقت پر ادا ہوگی اور بقیہ مہینوں میں حاصل شدہ تنخواہ کی زکاة پیشگی ادا ہوگی، اور اس طرح پیشگی تنخواہ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ طریقہ کار آسان اور سہولت والا ہے، اس کیلئے زکاة کی ادائیگی کا ایک مہینہ مقرر کر لے، یہ وہ مہینہ ہوگا جس میں پہلی تنخواہ پر زکاة واجب ہوئی، چنانچہ اسی ترتیب پر چلتا رہے، اس طرح جس تنخواہ پر زکاة واجب ہو چکی ہے اس کی زکاة وقت پر ادا ہو جائے گی، اور بقیہ کی زکاة پیشگی ادا ہو جائے گی۔"

سائل نے جو صورت ذکر کی ہے وہ بھی آسان ہے، کہ جیسے ہی تنخواہ ملے فوری طور پر اس کی زکاة ادا کر دے"

انتہی

"فتاویٰ نور علی الدرب" (204 / 4)

چہارم:

وقتاً فوقتاً جو خیرات وغیرہ کی مد میں آپ نے لوگوں کو دیا ہے، اس کے بارے میں یہ ہے کہ اگر آپ نے وہ مال نفلی صدقہ کی نیت سے دیا، زکاة کی نیت سے نہیں دیا اور آپ کی گفتگو سے بھی یہی محسوس ہو رہا ہے تو اسے زکاة میں شامل مت کریں، کیونکہ فرض زکاة ادا کرتے ہوئے فرض زکاة کی نیت ہونا لازمی امر ہے۔

چنانچہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اگر انسان اپنے سارے مال کو نفلی صدقہ کی صورت میں تقسیم کر دے، زکاة کی نیت نہ کرے تو یہ نفلی صدقہ اس کی زکاة سے کفایت نہیں کریگا، اسی موقف کے امام شافعی قائل ہیں، تاہم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں کا کہنا ہے کہ: "مستحب طور پر اس کی زکاة ادا ہو جائے گی" لیکن یہ موقف درست نہیں ہے؛ کیونکہ صدقہ کرنے والے نے فرض زکاة کی ادائیگی کی نیت نہیں کی، یہ ایسے ہی ہے جیسے وہ اپنے مال کا کچھ حصہ صدقہ کر دے، یا ایک سو رکعت پڑھ لے لیکن فرائض ادا کرنے کی نیت نہ کرے [تو جس طرح اس کے فرائض نہیں ہونگے، اسی طرح اُس کی زکاة بھی ادا نہیں ہوگی]" انتہی

"المغنی" (2/265)

اور اگر آپ نے یہ صدقہ خیرات اس نیت سے کیے تھے کہ یہ فرض زکاة میں سے ہے، تو پھر اسے آپ فرض زکاة

میں شمار کر سکتے ہیں، بشرطیکہ آپ نے انہیں زکاة کے معتبر مصارف میں خرچ کیا ہو، کیونکہ ہر قسم کے رفاہی اور فلاحی کام میں زکاة کا مال نہیں لگتا؛ بلکہ زکاة خرچ کرنے کی محدود اور مخصوص جگہیں ہیں، اسی طرح ان کی اقسام و انواع بھی شرعی طور پر مقرر شدہ ہیں۔

اس بارے میں مزید کیلئے آپ سوال نمبر: (1966) ، (98528) ، (126075) کے جوابات ملاحظہ کریں۔

اسی طرح مزید سوالات کے جوابات دیکھنے کیلئے آپ ہماری ویب سائٹ پر زکاة کی ذیلی سرخی "زکاة کے مصارف" میں دیکھ سکتے ہیں۔

واللہ اعلم۔